بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

سوال کا جواب

پاکستان کی جانب سے نیوکلیئر سپلائر گروپ میں شمولیت کی درخواست

سوال:

پاکستانی وزارت خارجہ نے اعلان کیا کہ "اس نے باقاعدہ طور پر نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں شمولیت کے لیے درخواست دے دی ہے جو کہ ایسا اقدام ہے جس کی مخالفت خود گروپ کے اندر سے ہوگی کیونکہ بھارت کو بھی اس گروپ میں شامل کرنے کا کہا جارہا ہے"(رائٹرز: 20/5/2016)۔ امریکہ نے پاکستان کی درخواست پر اعتراض کیا۔۔۔ اس سے قبل چین بھارت کو شامل کرنے کی کئی درخواستوں پر اعتراض کر چکا ہے جبکہ امریکہ نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔۔۔ چین کی طرف سے بھارت کو قبول کرنے پر اعتراض تو سمجھا جا سکتا ہے، مگر امریکہ کی جانب سے پاکستان پر اعتراض اور بھارت کے بارے میں کوئی اعتراض نہ کرنے سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بھارت اور پاکستان کی موجودہ حکومتیں امریکہ کی وفادار ہیں، پھر یہ دہرا معیار کیوں؟ اس کے علاوہ اس گروپ کے کام کی کیا نوعیت ہے؟ امید ہے آپ مہربانی کر کے اس سوال کی وضاحت کریں گے، اللہ آپ کو بہترین جزا دے۔

جواب:

ہم ان مسائل کو مندرجہ ذیل طریقے سے پیش کریں گے:

پہلا: استعماری کافر ممالک کا اپنے ایجنٹوں کے ساتھ برتاؤ مختلف ہوتا ہے اور اس کا انحصار اس بات پر ہوتا ہے کہ ایجنٹ کس ملک کا ہے اور اس بات پر کہ اہداف کیا ہیں:

ا۔ ایجنٹ ممالک کے ساتھ برتاؤ مختلف ہوتا ہے، یہ اس بات پر موقوف ہوتا ہے کہ یہ ایجنٹ اسلامی دنیا کے حکمران ہیں یا غیر اسلامی ممالک کے، کیونکہ یہ بڑی ریاستیں سمجھتی ہیں کہ اسلامی دنیا میں حکمران کا زوال آنے والا ہے، ان حکمرانوں کے ساتھ کسی بھی قسم کے معاہدوں کے بارے میں وہ اپنا حساب لگاتے ہیں کہ یہ جلد یا بدیر ان حکمرانوں کی تبدیلی سے یہ معاہدے ختم ہو جائیں گے، مسلمان کسی استعماری کافر ملک کے ساتھ کوئی بھی معاہدہ دباؤ اور زبردستی میں کرتے ہیں اور یہ ہمیشہ نہیں رہے گا۔ اگرچہ بھارت اور پاکستان کی موجودحکومتیں امریکہ کی وفادار ہیں لیکن اس کے باوجود امریکہ یہ نہیں بھول سکتا کہ پاکستان کے لوگ مسلمان ہیں جو امریکہ کی بالادستی کو قبول نہیں کرتے۔۔۔

جہاں تک بھارت کی بات ہے تو وہاں لوگوں کی اکثریت کفار مشرک ہیں اور کفر ایک ملت ہے، اسی لیے امریکہ کا رویہ بھارتی حکومت کے ساتھ پاکستانی حکومت سے مختلف ہے۔

2۔ جس طرح بھارت میں حکومت امریکہ کی وفادار ہے اسی طرح پاکستان میں بھی حکومت امریکہ کی وفادار ہے مگر ان دونوں ممالک میں امریکہ کے اہداف الگ الگ ہیں۔ بھارت میں امریکہ کا ہدف بھارت کو چین کے سامنے لا کھڑا کرنا ہے، جبکہ پاکستان میں امریکہ کا ہدف اس کو پاکستان اور افغانستان میں امریکہ کے خلاف مزاحمت کو کچلنے کے لیے استعمال کرنا ہے، دوسرے لفظوں میں بھارت کو چین کے خلاف اور پاکستان کو امریکہ کے خلاف مزاحمت کو کمزور کرنے کے لیے مسلح کرنا ہے۔

3۔ ان دو امور کی وجہ سے امریکہ بھارتی حکومت کو ایٹمی قوت اور اور جدید اسلحہ کی فراہمی کے ذریعے چین کے سامنے کھڑا کر رہا ہے، مگر وہ ایٹمی اسلحے کی ترقی میں پاکستان کی مدد نہیں کر رہا ہے، بلکہ مزاحمت کا راستہ روکنے کے لیے ہلکے اور بھاری روایتی ہتھیاروں کی فراہمی سے اس کی مدد کرتا رہتا ہے۔

دوسرا: عمومی بات کرنے سے بچنے کے لئے ہم یہ آپ کے سامنے رکھیں گے کہ بھارت اور پاکستان کے ساتھ امریکہ کیسے معاملات کرتا ہے جبکہ دونوں ایٹمی طاقت بن چکے ہیں:

1۔ پاکستان کا بھارت کے ساتھ مقابلہ 1965 اور 1971 کی جنگوں میں عروج پر تھا۔ اس کے ساتھ ہی بھارت نے ایٹمی پروگرام شروع کیا جس سے پاکستان کی سیکیورٹی کو خطرات لاحق ہو گئے۔ اسی وجہ سے پاکستان نے بھی خفیہ طریقے سے عسکری مقاصد کے لیے ایٹمی پروگرام کا آغاز کیا۔ اس بات کا انکشاف پہلی بار پاکستانی وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے کیا اور کہا: "اگر ہندوستان نے ایٹم بم بنایا تو ہم بھی گھاس کھائیں گے اور بھوک سے مریں گے سو سال پیچھے چلے جائیں گے مگر ہم بھی ایک ایٹم بم حاصل کر لیں گے۔۔۔ عیسائیوں کے پاس ایٹم بم ہے، یہود نے ایٹم بم حاصل کر لیا ہے، اور اب ہندوں کے پاس بھی ایٹم بم ہے تو مسلمان ایٹم بم کے مالک کیوں نہیں بن سکتے؟" (یسن راحیل 16 جنوری 2009، جنوبی ایشیاء پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں، ہفت روزہ بلٹز ڈھاکہ)۔ پھر پاکستان نے بھی ایٹمی تحقیقی ادارہ قائم کیا جس کا نام پاکستان ایٹامک انرجی کمیشن (PAEC) ہے۔ پاکستان کا ایٹمی قوت حاصل کرنے کی

کوشش کرنا پر امن مقاصد کے لئے تھا۔ 1965 میں پہلے تحقیقاتی ایٹمی ریکٹر نے کام شروع کیا اور 1972 میں پہلے ایٹمی پاور پلانٹ نے قدرتی یورنیم اور بھاری پانی کے پلانٹ (کراچی نیوکلیئر پاور پلانٹ) نے کام شروع کیا، یہ دونوں پلانٹ بین الاقوامی ایٹمی انرجی ایجنسی کی نگرانی میں تھے۔۔۔ اس میدان میں پاکستان کی کوششیں معمول کے مطابق جاری رہیں یہاں تک کہ 1974 میں بھارت نے ایٹمی دھماکہ کیا تو پاکستان کے مسلمان جذباتی ہو گئے اور انہوں نے ایٹمی تنصیابات کے قیام اور ایٹمی ایندھن کی پیداوار کے لئے کوششوں کو تیز کر دیا اور آخر کار 1987 میں اس کے حصول میں کامیاب ہو گئے۔

روایتی ہتھیاروں میں بھارت کی برتری کو پیش نظر رکھتے ہوئے پاکستان کو بھارت کی فوج کی پاک سرزمین میں مداخلت روکنے کے لیے ایٹمی اسلحے سے کام لینے کی پالیسی اپنانی پڑی۔ اس کے علاوہ پاکستان نے مختلف قسم کے بلاسٹک میزائل (غوری، شاہین M -11، Tarmuk ...وغیرہ) کا پروگرام شروع کیا جو ایٹمی وار ہیڈ لے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ (http://www.atomicarchive.com/Reports/India/Missiles.html)

یوں سرد جنگ کے دوران اور اس کے بعد پاکستان نے بھرپور قوت کے ساتھ اپنے ایٹمی پروگرام کو وسعت دی، جس میں ایٹمی جنگی وار ہیڈز اور بلاسٹک میزائل کی پیداوار کا پروگرام اور جنگی طیاروں کو ایٹمی وار ہیڈ لے جانے کے قابل بنانا شامل تھے ۔

2۔ امریکہ نے سرد جنگ کے دوران اور اس کے بعد بھی بھارت کی جانب سے ایٹمی پروگرام کو ترقی دینے کی کوشش کی حمایت کی، امریکہ نے 1974 میں بھارت کی جانب سے ایٹمی دھماکوں کے لیے پلوٹونیم کے حصول کے لیے بھاری پانی کے تحقیق کے ریکٹر کے حصول میں مدد دی۔ دھماکوں کے بعد بھی امریکہ کا رویہ نرم تھا، واشنگٹن نے تاراپور (ممبئی سے باہر) میں ایٹمی پاور پلانٹ کے لیے افزودہ یورینیم فراہم کرنے کے لیے 30 سالہ معاہدے کے لیے مذاکرات شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔

امریکہ کے ساتھ اس معاہدے کے انعقاد نے بھارت کو اپنی ایٹمی صلاحیت کو بڑھانے، دفاعی میدان کو وسعت دینے، ایٹمی فیزائل مٹیریل کو الگ کرنے اور اینٹی بلاسٹک میزائل شیلڈ کو ترقی دینے اور سب میرین کو نیوکلیئر وار ہیڈ کے

ساتھ مسلح کرنے کے لیے بھارت کو سنہری موقع فراہم کیا، جس نے بھارت کو واضح فائدہ پہنچایا۔۔۔ بھارت نے جنگی بنیادوں پر میزائل (اگنی، پر تھوی۔۔۔وغیرہ) تیار کرنے پر کام شروع کیا اور اپنے عسکری ڈھانچے کو ترقی دی۔

(http://www.atomicarchive.com/Reports/India/Missiles.shtml)

3۔ یوں بھارت اور پاکستان ایٹمی ممالک بن گئے، اور اپریل 1998 میں امریکہ کی وفادار بھارتیہ جنتا پارٹی (بی جے پی) کی انتخابات میں کامیابی کے ساتھ اچانک ماحول تبدیل ہو گیا، اور بی جے پی نے پانچ ایٹمی تجربات کیے، جس کے جواب میں پاکستان کی جانب سے چھ ایٹمی دھماکے کیے گئے کہ وہاں بھی حکومت امریکہ کی وفادار تھی۔ کلنٹن انتظامیہ کا ردعمل دونوں ملکوں پر پابندی لگانے کا تھا اور اس وقت اس کی صدارتی مدت اختتام کے قریب تھی، جو ضمنی طور پر برصغیر پاک وہند میں دو ایٹمی قوتوں کا اعتراف تھا۔

4۔ بش انتظامیہ کے زیر سایہ پاکستان اور بھارت کے ساتھ امریکہ کے تعلقات میں قابل ذکر تبدیلی آئی، امریکہ نے دیکھا کہ بھارت چین کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اس لیے اس کے ساتھ اسٹریٹیجک شراکت قائم کرلی۔ ساتھ ہی امریکہ نے پاکستان کو نیٹو سے باہر اہم اتحادی کا ٹائٹل دے دیا، پھر امریکہ نے پاکستان سے امریکہ کے نائب کے طور پر قبائلی علاقوں میں "دہشت گردی" کے خلاف جنگ کا مطالبہ کیا۔ اس پالیسی کو الگ الگ تعلقات (The de-hyphenation) کا نام دیا گیا یعنی امریکہ نے بھارت کے لیے ایک پالیسی اپنائی اور پاکستان کے لیے دوسری مذکورہ بالا پالیسی اپنائی۔

5۔ امریکہ کی اس پالیسی کی روسے بھارت چین کے خلاف امریکہ کی فرنٹ لائن اسٹیٹ بن گیا جبکہ پاکستان امریکہ کے خلاف مزاحمت کرنے والوں کے خلاف فرنٹ لائن اسٹیٹ بن گیا۔۔۔ چونکہ پاکستان کی غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے اور بھارت میں غالب اکثریت مشرکین کی ہے۔۔۔ چنانچہ امریکہ نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے:

ا۔ مزاحمت کے خلاف لڑنے کے لیے پاکستان کی مدد ایٹمی میدان میں نہیں بلکہ صرف روایتی اسلحے سے کرتا رہا یہاں تک کہ پاکستان کو دی جانے والی معاشی و فوجی امداد کا مقصد بھی یہی تھا۔۔۔ حتیٰ کہ ریگن

انتظامیہ کے عہد میں بھی پاکستان کی عسکری اور معاشی امداد پاکستان کو ایٹمی پروگرام سے باز رکھنے کے لیے دی جاتی تھی۔ سیکیورٹی اور ٹیکنالوجی کے لیے امریکی وزارت خارجہ کے نمائندے جیمس باکلے نے مختصراً کہا:" پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر بھرپور پابندیوں کو جاری رکھنے کی جگہ، جو سابق انتظامیہ نے لگائیں تھیں، ہمیں امید ہے کہ اس کا علاج روایتی وسائل کے ذریعے کرلیں گے، تاکہ پاکستانی ریاست کے خدشات کو دور کیا جائے اور وہ ایٹمی صلاحیت کے حصول کو پہلی ترجیح نہ بنائے"(اختر علی کی کتاب Pakistan's Nuclear Dilemma: Energy and Security Dimensions (Karachi: economic Research Unit, 1984), p. 10)

اور روایتی وسائل سے مراد روایتی اقتصادی اور عسکری امداد ہے۔ ایٹمی میدان میں تعاون نہ کرنے کی یہ امریکی پالیسی جاری رہی، بلکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی ترقی کو روکنے کی کوشش کی گئی۔ امریکی صدر باراک اوباما نے اکتوبر میں کہا کہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت کو ترقی دینے سے باز رہنا چاہیے (رائٹرز 20/5/2016)۔

اسی طرح امریکہ نے کئی بار پاکستان کے ساتھ ایٹمی معاہدے سے انکار کیا اور نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں اس کی شمولیت کو مسترد کر دیا۔۔ امریکہ کی جانب سے پاکستان کی نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں شمولیت پر اعتراض نے پاکستان کو مقامی طور پر تیار کی گئی پلوٹونیم کے استعمال کے ذریعے ٹیٹیکل ایٹمی اسلحہ بنانے پر مجبور کر دیا۔ پلوٹونیم اس لئے استعمال کیا گیا کہ اس سے ایٹمی وارہیڈ کو چھوٹا اور مختصر بنانا ممکن ہوتا ہے۔

(http://www.dawn.com/news/1248033)

ب۔ مگر امریکہ بھارت کو روایتی اسلحے کے ساتھ ساتھ ایٹمی اسلحے میں بھی امداد دے رہا ہے، اس کی وضاحت کے لیے ہم اس امداد کے بعض واقعات پیش کرتے ہیں:

۔ جنوری 2004 کو صدر بش اور بھارتی وزیر اعظم واجپائی نے اسٹریٹیجک شراکت کے ایک معاہدے(NSSP) کا اعلان کیا، جس کا مقصد دونوں ملکوں کے درمیان چار متنازع میدانوں میں تعاون تھا: سول نیوکلیئر انرجی، سول خلائی پروگرام، جدید ترین ٹیکنالوجی کے میدان میں تجارت اور میزائل ڈیفنس۔ 2005 – 2006 میں نیو دلی کو اسلحہ سے متعلق ایٹمی پروگرام کے لیے بغیر کسی معاہدے کے آزادی سے ایٹمی ایندھن کے حصول کے لئے امریکہ نے وعدہ کیا

جیسا کہ سی ٹی بی ٹی اور ایف ایم سی ٹی، اور یہ کہ اس کے میزائل پروگرام پر بھی کسی قسم کی پابندی نہیں ہو گی۔ 2007 میں بھارت نے "123 معاہدہ" کیا جس کی رو سے امریکہ اور بھارت ایٹمی میدان میں پر امن تعاون کریں گے۔ ان سمجھوتوں میں بھارت کو اپنے ایٹمی پروگرام کے لیے مقامی طور پر یورینیم افزودہ کرنے کی اجازت دی گئی، اور یہ امریکہ کی جانب سے ایٹمی عدم پھیلاؤ کے معاہدے، این پی ٹی کی کھلی خلاف ورزی ہے، جس کے مطابق ان ممالک کے علاوہ جن کو ایٹمی اسلحہ رکھنے کی اجازت ہے کسی بھی ملک کو ایٹمی اسلحہ بنانے کے لیے کسی بھی وسیلے سے امداد دینا یا حوصلہ افزائی کرنا یا ابھارنا ممنوع ہے۔ (See SIPRI, The NPT: The Main Political Barrier to Nuclear Weapon Proliferation (London: Taylor and Francis, 1980), Appendix A, p.43)

۔ الشرق الاوسط اخبار نے اپنے سائٹ پر 7/5/2016 کو یہ خبر شائع کی کہ بھارتی وزیر اعظم مودی نے "امریکہ کے ساتھ بڑے عسکری معاہدے پر دستخط کر دیئے جس پر دستخط کرنے سے بھارت 14 سال سے انکار کر رہا تھا، یہ معاہدہ امریکی اور بھارتی فوج کو دونوں ملکوں کے فوجی اڈوں کو آپریشن کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دیتا ہے ان کو مشترکہ بحری تعاون اور اصلاح اور تجدید کے لیے بھی استعمال کیا جاسکے گا، اسی طرح اس معاہدے کے مطابق دونوں ملکوں کی بحری افواج اینٹی سب میرین جنگوں میں تعاون کریں گی اور یہ انتہائی حساس عسکری ٹیکنالوجی اور حکمت عملی کا میدان ہے جس میں امریکہ اپنے روایتی حلیفوں کے علاوہ کسی کو اپنا شریک نہیں بناتا۔ دنیا میں امریکہ کے پاس ہی سب میرین کا سب سے بڑا بیڑہ ہے جبکہ چین کو سب میرین کے میدان میں بھارت پر برتری حاصل ہے۔۔۔"۔ سب میرین کسی بھی ایٹمی حملے کی صورت میں جوابی حملے کے لیے انتہائی اہم ہیں کیونکہ ریڈار کے ذریعے ان کا پتہ لگانا ممکن نہیں۔ بھارت نے اس معاہدے سے فائدہ اٹھا کر حال ہی میں سب میرین "اریانہ" سے بلاسٹک میزائل کا کامیاب تجربہ کیا، اوراس تجربے نے پاکستان اور چین کو تشویش میں مبتلا کر دیا کیونکہ اس سے ثابت ہو گیا کہ بھارت نے جوابی حملہ کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کر لیا ہے۔ (http://missilethreat.com/china-concerned -about-indian-submarine-missile/)

- امریکہ نے بھارت کو نیوکلیئر سپلائی گروپ میں شامل کرنے کی کوشش کی مگر چین نے اعتراض کیا۔۔امریکہ کی جانب سے بھارت کو نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں شامل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ اس سے بھارت کو اپنے ایٹمی وار ہیڈز میں اضافہ کرنے کا موقع ملے گا۔(http://www.icanw.org/the-facts/nuclear-arsenals)

تیسرا: نیوکلیئر سپلائرز گروپ کی حقیقت یہ ہے:

1۔ یہ گروپ مئی 1974 میں بھارت کی جانب سے ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد بنایا گیا اور اس کا پہلا اجلاس نومبر 1975 میں ہوا۔ اس کی ابتداء سات ممالک نے کی(کینیڈا، مغربی جرمنی، فرانس، جاپان، سوویت یونین، برطانیہ اور امریکہ)، 1976 – 1977 میں اس کے اراکین کی تعداد 15 ہوگئی، اور اب اس کے 48 رکن ہیں۔۔ مگر اس میں بالادستی بڑے ایٹمی ممالک خاص کر امریکہ کو حاصل ہے۔

2۔ اس گروپ کا مقصد ایٹمی اسلحے کی ترقی میں استعمال ہونے والے مواد کے درآمد اور برآمد کو کنٹرول کرکے ایٹمی اسلحے کے پھیلاؤ کو کنٹرول کرنا اور موجودہ ایٹمی مواد کی حفاظت اور سیکیورٹی کے وسائل کو بہتر بنانا ہے۔ یہی گروپ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کس ملک کو ایٹمی مواد اور ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کی اجازت دی جائے اور کس ملک کو اس سے روکا جائے۔

3۔ اس گروپ میں شامل ہونے والوں کے معاملات کو کنٹرول کرنے کی وجہ سے بڑی ایٹمی طاقتیں خصوصاً امریکہ کے اثرورسوخ کا ان کے مفادات کے مطابق اثر ہوتا ہے۔۔ اسی طرح نیوکلیئر سپلائرز گروپ ایسی کوئی پالیسی ترتیب نہیں دے سکتا جو ایٹمی پھیلاو کو روکنے کے لیے کارگر ہو، اور ایٹمی مواد کی برآمد کی نگرانی بڑی ایٹمی طاقتوں، جس کی قیادت امریکہ کرتا ہے، کے بغیر نہیں ہوسکتی خاص کر اس مواد کی جس کو دہرے کاموں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اور یہی وہ جگہ ہے جہاں بڑے ممالک خاص کر امریکہ اپنے مفاد کے مطابق بعض مواد کو روکتے ہیں اور بعض کو دہرے استعمال کا بہانہ بنا کر برآمد کرتے ہیں۔۔

یوں نیوکلیئر سپلائرز گروپ میں شمولیت اگرچہ ایٹمی مواد اور اس کے لوازمات کے حصول کو آسان بناتا ہے جس سے پیداوار اور ترقی کو تیز کرنے میں مدد ملتی ہے۔۔ مگر اس امر کے لیے ان بالادست ممالک کے منصوبوں کے بارے

میں بیداری اور ذہانت کی ضرورت ہے، اس لیے اس گروپ میں شامل ہونے والے ملک کے لیے اس میں شامل ہونا اپنے ایٹمی پروگرام کو ترقی دینے کا وسیلہ ہونا چاہیے نہ کہ بڑے ممالک کی جانب سے غلط فائدہ اٹھانے کا۔۔۔

4رمضان 1437 ہجری

2016/6/9م